السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں یہ کہ مسمات جوکھوبی بی دختر احمد قوم مستری ساکن بہادمان تحصیل پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد کی ہوں یہ کہ ایک شرعی مسئلہ دریافت کرنا مقصود ہے جودرج ذیل میں عرض ہے۔

یہ کہ میری بیٹی مسمات جنت بی بی کا نکاح زبردستی بغیر میری مرضی اور رضا مندی کے ہمراہ مسمی مراد ولد پیر قوم ندیرہ ساکن نوتھ حافظ آباد سے عرصہ ۲ماہ ۲۰یوم قبل کرلیا گیا تھا۔ جبکہ مسمات کو اغواکر کے یہ نکاح کیا گیا ہے اور میری بیٹی کے انگوٹھے زبردستی فارم پر لگوائے ہیں۔ مسمات مذکورہ کی والدہ اور باپ کو اس نکاح کے بارے میں علم نہ تھا۔ مسمات کو دھوکہ دے کر لے گئے اورانہوں نے ۸یوم اپنی حراست میں رکھا۔ مسمات مذکورہ کے والدین کو اس نکاح کے بارے میں علم ہوا تو مسمات مذکورہ کو برادری والے تلاش کر کے لائے۔ اور مسمات اس وقت سے آج تک اپنے والدین کے ہاں رہ رہی ہے مسمات مذکورہ سے یہ نکاح قتل کی دھمکی دے کر کیا گیا ، مسمات اس نکاح کو قبول نہیں کرتی اور کسی صورت میں آباد ہونے کےلئے تیار نہیں ہے اب علمائے دین سے سوال ہے کہ آیا شرعاً مسمات کا نکاح زبردستی بغیر والدین مرضی پڑھا گیا نکاح شریعت محمدی کے مطابق جائز ہے کہ نہیں ؟ ہمیں مدلل جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔ کذب بیانی ہوگی تو سائلہ خود جرم وار ہوگی لہٰذا مجھے شرعی فتویٰ صادر فرمائیں۔ (مسمات سائلہ جوکھوبی بی والدہ مسمات مذکورہ جنت بی بی سوال سن کر اس کو تسلیم کرتی ہوں)

ہم سوال کی حرف بہ حرف حلفاً خدا تعالیٰ کو حاضر جان کر تصدیق کرتے ہیں کہ سوال بالکل صداقت پر مبنی ہے اگر کسی وقت غلط ثابت ہوگا تو ہم اس کے ذمہ دار ہوں گے ، لہٰذا ہمیں شرعی فتویٰ صادر فرمائیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال وبشرط صدق تصدیق کنندگان صورت مسئولہ میں واضح ہوکہ یہ نکاح شرعاً باطل ہے کیونکہ منعقد ہی نہیں ہوا کہ انعقاد نکاح اوراس کی صحت کےلئے ولی مرشد، یعنی عاقل بالغ آزاد مسلمان ولی کی اجازت شرط ہے۔ جیساکہ قرآن مجید میں ہے :

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ...۳۲... النور

"کہ اے ولیو اپنے میں سے بیوگان کی اوراپنے نیک چلن غلاموں اور لونڈیوں کی شادیاں کردیا کرو"

وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا .... ۲۲۱... البقرة

"اور (اپنی لڑکیوں کو) مشرکوں سے نہ بیاہو۔ جب تک وہ مسلمان نہ ہوں۔ گویا یوں فرمایا:"

(ای لا تنکحوا أیہا الاولیاء مولیاتکم للمشرکین). (۱ : فقہ السنة ج ۲ ص ۱۱۲)

"اے ولیو! تم اپنی زیر ولایت لڑکیوں کے مشرکوں سے نکاح نہ کرو"

فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ ...۲۳۲... البقرة

"تو تم ان کو ان کے خاوندوں سے جب وہ دستور کے موفق آپس میں راضی ہوجائیں نکاح کرنے سے مت روکا کرو"

ان تینوں آیات سے ثابت ہوا کہ ولیوں کی اجازت کے بغیر شرعاً نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ ورنہ ولیوں کو خطاب کرنے کا کوئی معنی نہیں نکلتا۔ اب احادیث صحیحہ مرفوعہ ملاحظہ فرمائیے۔

(وعن أبي موسى أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : "لانکاح إلا بولی" (۲ : تحفة الاحوذی : ج ۲ ص ۱۷۵، ۱۷۶ اورواء احمد وابوداوٗدوابن حبان والحاکم وصححاہ : فقہ السنة ج ۲ ص ۱۱۲))

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شرعی ولی کی اجازت کے بغیر نکاح شرعاً منعقد نہیں ہوتا، یعنی وہ باطل ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے :

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - : «أَيُّمَا امْرَأَةٍ نُكِحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَإِنْ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا، فَإِنِ اشْتَجَرُوا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ» رواه أحمد، وأبو داود، وابن ماجه، والترمذي، (وقال : حديث حسن قال القرطبي : وہذا الحدیث صحیح) (۱ : فقہ السنة ج ۲ ص ۱۳، ۱۲

(قال الحاکم وَقد صَحَّتَ الرِّوَايَۃُفِيہِ عَنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ - عَائِشَۃَوَأُمِّ سَلَمَۃَ وَزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، ثُمَّ سَرَدَ تَمَامَ ثَلَاثِينَ صَحَابِيًّا، وقال علی بن المدینی حدیث اسرائیل فی النکاح صحیح (۲ : سبل السلام : ج ۳ ص ۱۱۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اپنے شرعی ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے گی تو اس کا یہ نکاح باطل ہوگا، باطل ہوگا باطل ہوگا، یہ حدیث صحیح ہے۔ ابن علیہ کا" کہنا ہے کہ امام زہری نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا لَم یَعرِفہُ۔ ناقابل اعتبار ہے:

(ولم يقل ہذا أحد عن ابن جريج غير ابن علية، وقد رواه جماعة عن الزہري ولم يذكروا ذلک، ولو ثبت ہذا عن الزہري لم يكن في ذلک حجة لانہ قد نقلہ عنہ ثقات، منہم سليمان بن موسى، وہو ثقة إمام، وجعفر بن ربيعة، فلو نسيہ الزہري لم يضره ذلک لان النسيان لايعصم منہ ابن آدم) (۳ : فقہ السنۃ ج ۳ ص ۱۱۳

خلاصہ کلام یہ کہ یہ احادیث بالکل صحیح ہیں اور اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ صحت نکاح کے لئے شرعی ولی کی اجازت ازبس ضروری شرط ہے اور چونکہ یہ نکاح اغوا کے ساتھ پڑھا گیا ہے، جیسا کہ سوال نامہ کی صراحت خط کشیدہ سے واضح ہے لہٰذا یہ نکاح شرعاً باطل ہے لہٰذا جنت بی بی مراد ولد پیرا کی شرعی بیوی بنی ہی نہیں کہ یہ نکاح شرعاً باطل اور لغو ہے جیسا کہ سوال نامہ کی خط کشیدہ عبارت سے واضح ہے کہ بغیر ولی کی اجازت کے پڑھا گیا ہے۔ مگر چونکہ نکاح فارم پر انگوٹھے لگ چکے ہیں۔ لہٰذا عدالت مجازی کی طرف رجوع کر کے اس نکاح کے کالعدم اور باطل ہونے کی ڈگری حاصل کرنا ضروری ہے ورنہ قانونی گرفت پریشان کرے گی۔ اگر اس زور زبردستی اور بلا اذن ولی نکاح کے بعد مراد نے اس کے ساتھ جماع کیا تو پھر مراد کے ذمہ اس کا مہر واجب الادا ہے۔ یہ جواب بشرط صحت سوال تحریر کیا گیا ہے اگر اس میں غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے تو اس کی ذمہ داری سائلہ اور تصدیق کنندگان پر عائد ہوتی ہے میں نے تو اس سوال کے مطابق شرعی مسئلہ لکھا ہے۔ مفتی قانونی سقم اور عدالتی جھمیلوں کا ہر گز ذمہ دار نہ ہوگا۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص707

محدث فتویٰ